بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

دفتر برہان میں آئے دن بعض پرجوش اور روشن خیال علمار کی طرف سے اس مضمون کے خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں کہ آپ مدارس عربیہ کی اصلاح کے لئے کوئی جدوجہد کیجئے اور اس مقصد کے لئے برہان میں مسلسل مضامین لکھئے۔ اگر اپنوں کی طرف سے نہیں تو خدا کے ہاں اس کا اجر ضرور ملیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے خطوط کے جوابات دفتر کی طرف سے باقاعدہ لکھے جاتے رہے ہیں مگر ان حضرات کی تسکین پھر بھی نہیں ہوتی اور پھر جو ان کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں تو ان میں یک گونہ شکایت اور گلہ کا ہی انداز ہوتا ہے جس سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ کہیں یہ حضرات ہمیں اس بارہ میں کوتاہ عمل یا مصلحت اندیش تو نہیں سمجھتے۔

ان حضرات کی اطلاع کے لئے یہاں یہ لکھدینا کافی ہوگا کہ تین سال ہوئے دارالعلوم دیوبند کی ایک انجمن کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے راقم الحروف نے ایک خطبۂ صدارت پڑھا تھا جس میں مدارس عربیہ کے نصابِ تعلیم اور طرزِ تعلیم کی اصلاح کی اہمیت و ضرورت پر مدلل اور مفصل گفتگو کی گئی تھی۔ انجمن نے یہ خطبہ اسی وقت شائع کرکے بڑی تعداد میں تقسیم کردیا تھا۔ اس کے بعد اخبار مدینہ بجنور، اہلحدیث امرتسر۔ اور بعض اور رسالوں میں اس خطبۂ صدارت کے اقتباسات شائع ہوئے، اور ان سب نے اپنے شذرات اور مضامین کے ذریعہ خطبۂ صدارت کی پرزور تائید کی، چونکہ مطبوعہ مضامین کو شائع کرنا برہان کی روایات کے خلاف ہے اس لئے یہ خطبہ کلاً یا جزاً برہان میں شائع نہیں ہوسکا لیکن بہرحال جو حضرات اس موضوع پر ہم سے برہان میں ایک سلسلۂ مضامین کی توقع رکھتے ہیں اُن کے اطمینان کے لئے کیا یہ امر کچھ کم ہے کہ یہ خطبۂ صدارت جس نے ملک کے مختلف گوشوں سے اصلاح مدارس

کی حمایت میں آوازیں بلند کرا دیں" ایڈیٹر برہان" کا ہی لکھا ہوا تھا۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ اس خطبہ کے بعد کچھ اور کیا لکھا جائے۔ البتہ جہاں تک ارباب مدارس کو اس اہم مقتضائے وقت کی طرف متوجہ کرنے کا تعلق ہے تو غالباً قارئین کرام اس سے بے خبر نہیں ہوں گے کہ ہم اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً نظرات میں کسی نہ کسی عنوان سے اس کا ذکر کرتے ہی رہتے ہیں۔

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محض مضامین لکھنے لکھانے سے کچھ نہیں ہوتا جو لوگ زمانہ کی ضرورتوں اور اسلام کی عالمگیر حیثیت سے آنکھیں بند کرکے اور کانوں میں روئی ٹھونس کر پرانی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں ان کو لاکھ کھڑکھڑائیے جھنجوڑیئے اور ہاتھ پکڑ پکڑ کر اٹھائیے ان میں بیداری اور شعور و احساس کے اثرات پیدا نہیں ہوتے۔ اسی بنا پر اس مقصد کے لئے عملی قدم اس طرح اٹھایا گیا کہ گذشتہ مارچ کے جمعیۃ علماء ہند کے آل انڈیا اجلاس میں اصلاح مدارس کی ایک تجویز باتفاق آراء منظور کرائی گئی، سب کو معلوم ہے کہ اس تجویز کا محرک راقم الحروف ہی تھا اور مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے اس تجویز کی تائید کی تھی، اس تجویز کے رسمی طور پر پاس ہو جانے کے بعد مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ناظم جمعیۃ علماء ہند نے دہلی میں ورکنگ کمیٹی کا ایک جلسہ طلب کیا اور اس میں باتفاق یہ پاس ہو گیا کہ اصلاح مدارس کی تجویز کو عملی شکل دینے کے لئے ہندوستان کے مختلف گوشوں سے مختلف علوم و فنون کے ماہر علماء کو ایک تاریخ معین پر دہلی آنے کی زحمت دی جائے اور ان کے مشورہ سے مدارس کے لئے ایک مکمل نصاب تیار کر لیا جائے پھر اس نصاب کو مدارس میں نافذ کرنے کی جد و جہد شروع کی جائے، ظاہر ہے کام کی یہ رفتار نہایت خوش آئند تھی اور ہم سب کو توقع تھی کہ اس طرح ہم لوگ جلد ہی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے، لیکن "ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال" کے مطابق ہوا یہ کہ ابھی اصلاح نصاب کمیٹی کو بنانے اور اس کی تشکیل کے لئے علماء کرام کو باہر سے بلانے کے انتظامات ہو ہی رہے تھے کہ جناب صدر اور ناظم دونوں گرفتار ہو گئے۔ یہ ظاہر ہے کہ جمعیت کے روح رواں یہی دو حضرات ہیں اور اس میں جو کچھ سرگرمی نظر آتی ہے وہ انھیں دونوں کی وجہ سے نظر آتی ہے۔ اس بنا پر ان دونوں حضرات کے بعد اب اتنی کسی میں

ہمت کہاں ہے کہ وہ جمعیۃ علما رہند کی ورکنگ کمیٹی کی پاس کردہ تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تگ ودو کرے چنانچہ اب صورتِ حال یہ ہے کہ یہ تجویز بھی زینتِ اوراق بنی ہوئی کسی پلندہ میں پڑی ہوگی اور بس!

بہرحال ہماری گذارش کا مقصد یہ ہے کہ مدارس عربیہ کی اصلاح ہمارے نزدیک وقت کا سب سے بڑا اسلامی تقاضا ہے۔ اس ضرورت اور اہمیت کا احساس جس قدر ہم لوگوں کو ہے کسی اور کو زیادہ سے زیادہ اس کا احساس ہوگا تو بس اتنا ہی ہوگا۔ ہم سے اس سلسلہ میں جو کچھ ہو سکتا ہے وہ برابر کرتے رہتے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ مدارس کی کنجیاں یا ان کا نظم ونسق ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے ہم صرف چیخ پکار ہی کر سکتے ہیں مدارس میں جبراً اپنی اسکیم کو نافذ نہیں کر سکتے۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کام صرف دو ایک آدمیوں کے کر لینے کا نہیں ہے بلکہ جب تک ہندوستان کے مشہور مدارس عربیہ کے ارباب اقتدار واہتمام اور ملک کے ماہرین علوم وفنون اساتذہ دونوں کے باہمی مشورہ اور اتفاق سے مدارس کے لئے کوئی دستور نہیں بنا لیا جائیگا اس وقت تک ہماری مشکلات کا کوئی کامیاب حل نہیں مل سکتا، ورنہ انفرادی طور پر جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ بذاتہا خواہ کتنی ہی بلند اور پر اثر ہوں، جمودِ عام کی خاموشیوں میں گم ہو کر رہ جائیں اس کے سوا اُن کا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

جہاں تک اصلاح نصاب کی ضرورت کا تعلق ہے تو اب یہ حقیقت اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ غالباً اب اس پر زیادہ لکھنے لکھانے اور کہنے سننے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور جمعیۃ علمار کی باتفاق آرا پاس کردہ تجویز نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ باستثنائے معدودے چند ہندوستان کے تمام علمار خواہ وہ مقلد ہوں یا غیر مقلد ندوی ہوں یا دیوبندی سب اصلاحِ نصاب کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں اب اس کے بعد صرف مرحلہ یہی رہ جاتا ہے کہ علمار کے باہمی مشورہ سے ایک نصابِ درس کا خاکہ تیار کر لیا جائے اور مدارس کے اربابِ اہتمام واقتدار سے درخواست کی جائے کہ وہ اس نصاب کو اپنے اپنے مدرسوں میں جاری کریں۔ اگر چند باہمت اور اربابِ خیر حضرات اس مقصد کے لئے علمار کے ایک اجتماع کو مدعو کرنے کی ہمت کر سکیں تو یہ کام اب بھی ہو سکتا ہے۔